از جناب ڈاکٹر ابوالفضل بخت روان
دانش آباد۔ پشاور یونیورسٹی

مِلّتِ افغان

اور

عربی زبان وادب کی خدمات

علامہ اقبالؒ نے کیا سچ فرمایا ؎

آسیا یک پیکر آب و گل است — ملّتِ افغان دراں پیکر دل است

(ایشیا پانی ومٹی کا ایک پیکر ہے جس کا دل افغان قوم ہے)

وہ ایک روشن ضمیر اور حق گو فلسفی تھے۔ اور دنیا کی کسی قوم سے اتنے متاثر نہیں ہوئے۔ گذشتہ چند صدیوں سے انگریز قوم نے بالخصوص اور اہلِ یورپ نے بالعموم دنیا کو جس حیرت میں ڈالا وہ قارئین پر مخفی نہیں۔ آج تک ہم زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کے مقلد ہیں اور خدا جانے کب تک رہیں گے۔

لیکن علامہ صاحب نے واضح الفاظ میں مغرب کا خاکہ یوں کھینچا ؎

یہ عیشِ فراواں یہ حکومت یہ تجارت — دل سینۂ بے نور میں محرومِ تسلی
تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے — یہ وادیِ ایمن نہیں شایانِ تجلی
ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ — شاید ہوں کلیسا کے یہودی ہوں متولی

علامہ اقبال اگر کسی سے متاثر ہوئے تو صرف ملّتِ افغان سے۔ انہوں نے افغانستان اور یورپ کے دورے کئے اور اپنے تاثرات اپنے اشعار میں بیان فرمائے۔ جس کا ایک نمونہ آپ نے ملاحظہ کیا۔

انہوں نے پشتو کے ایک عظیم شاعر خوشحال خان خٹک کو صرف انگریزی زبان کے ذریعہ پہچانا۔ جب خوشحال خان کے چند شعروں کا ترجمہ کے پڑھنے کا موقع انہیں ملا اور بھرپور خراجِ عقیدت پیش کیا۔

انہوں نے جمال الدین افغانی کو بڑی خراجِ عقیدت پیش کی۔ اور ان کی سیاست وقیادت کو سراہا۔ علامہ موصوف نے عجب خان افغانی کو اپنے شعروں میں خراجِ تحسین اس لئے پیش کی کہ عجب خان نے مادی قوت کی کمی کے باوجود ایک جابر

انگریز کی اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔

انگریز جب ملت افغان کے مقابلے سے تنگ ہوگئے تو انہوں نے اپنی مادی قوت کے بل بوتے پر اس غیور قوم کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا اور ا سے ڈاکو، خونخوار، دہشت گرد، شرپسند عناصر کے ذلیل و خوار القاب سے یاد کیا۔

آج کل افغان قوم جس آزمائش اور ابتلا کے دور سے گذر رہی ہے اس سے تقریباً دنیا کا ہر فرد باخبر ہے۔ جس جابر دشمن روس سے اسے واسطہ پڑا ہے اس کی سائنسی مہارت اور عسکری قوت دنیا تسلیم کرتی ہے۔ امریکہ، یورپ، غرض مشرق و مغرب نے اس کی طاقت کا لوہا مانا ہے۔ صرف افغان قوم ہے جو اس کی استعماری اور استبدادی منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اتنی بڑی طاقت سے صرف اور صرف اسلام کی خاطر ٹکر لے رہی ہے۔ آیئے آج اس قوم کی تاریخ اور اصلیت پر ایک نظر ڈالیں اور ان کی وہ خدمات ایک جھلک میں قارئین کو دکھائیں جسے انہوں نے عربی زبان کی ترقی اور علوم اسلامیہ پر دین اسلام کی سربلندی میں انجام دیئے۔

افغان کون ہیں؟ | ویسے تو مورخین لکھتے آئے ہیں کہ ان کا اصلی وطن افغانستان ہے۔ لیکن افغانستان کا نام ان کی سرزمین پر احمد شاہ ابدالی نے (۱۷۴۷-۱۷۷۳) رکھا۔ جو خود درانی خاندان کا بانی تھا۔

حقیقت میں افغانستان کی تاریخ پانچ ہزار سال قدیم ہے۔ اس زمانے میں اس کا نام آریا۔ یا۔ آریانا تھا۔ زرتشت کی کتاب اویستا (AVESTA) میں اس ملک کی حدود بھی بیان کی ہیں۔ ہندومت کی کتابوں یعنی ویدوں میں بھی مذکورہ قول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک یونانی مورخ ہیروڈوٹس نے (۴۸۴ ق۔م) افغانوں کے وطن کو آریانا کے نام سے یاد کیا ہے۔ کہ اس کا صدر مقام بلخ تھا۔

کسی زمانے میں ان کے ملک کا کچھ حصہ خراسان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔

افغان قوم کو بختون اور زبان کو بختو کہتے ہیں اور ان دونوں ناموں کی نسبت بلخ کی طرف ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ جب بخت نصر بابلی (۵۶۶ ق م) نے بیت المقدس پر حملہ کرکے اسے تباہ کیا تو کچھ قبیلے اس نے قید میں رکھے اور کچھ مشرق کی طرف رخ کرکے بلخ اور بعد میں تلاش معاش کے سلسلہ میں نشیبی علاقوں میں اترے اور دریائے سندھ کے کناروں تک آباد ہوگئے۔

لفظ افغان کی تحقیق | (۱) بعض مورخین کا خیال ہے کہ "افغانا" آرمیا کا بیٹا تھا اور آرمیا طالوت نبی اور بادشاہ کا فرزند تھا۔ اس طرح "افغانا" کی اولاد افغان قبیلے اور پھر پوری قوم افغان کے نام سے موسوم ہوگئی۔

جب اسلام افغان قوم کے پاس پہنچا تو سب نے اسے تہہ دل سے قبول کیا۔ چنانچہ یہ مقولہ مشہور ہوگیا۔ "افغان اور اسلام لازم ملزوم ہیں"۔

۲- افغان قوم کو پٹھان بھی کہتے ہیں یہ دراصل فَتحَان ہے جس کا معنی ہے فاتح قوم اور ظاہر ہے کہ ہندوستان میں بطور فاتح قوم نے کچھ عرصے تک حکومت کی۔ اس عہد کو تاریخ نے عہد افغان سے یاد کیا ہے۔ جس کا سرخیل فرید خان شیر شاہ سوری تھے۔ بعض مورخین ان کو حضرت یعقوبؑ کی اولاد بتاتے ہیں۔ میرے خیال میں حضرت یعقوب سے بہت پہلے کے ہیں۔

۳- میں نے عراق کے اندر بہت سے افغان نسل عرب دیکھے ہیں جو اپنے آپ کو خالدی کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت خالد کی شادی ایک افغان نسل کی عورت سے ہوئی تھی ہم اس نسبت سے خود کو خالدی کہتے ہیں۔

۴- ایک مصری ادیب ابوالقینین محمد فہمی نے ایک کتاب " افغانستان بین الامس والیوم" (آج کل کا افغانستان) لکھی ہے اس کے خیالات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱- "افغان قوم بحیرہ روم کے خطہ میں رہنے والی قوموں سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے" میری اپنی ذاتی رائے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افغان قوم حضرت یعقوب کی اولاد میں سے ہے۔

۲- مصری ادیب فرماتے ہیں "افغان (پشتون) بہادری بختی سے نمٹنے اور دوستداری میں مشہور ہیں۔ یہ خاموش فضا اور آزاد ماحول میں زندگی گذارنا پسند کرتے ہیں۔ آزادی کے دلدادہ ہیں۔

۳- فرماتے ہیں۔" افغان قوم مصریوں اور دیگر عرب قوم سے زیادہ قریب ہے۔ اس قوم نے اسلام اور عرب دنیا کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ان میں بڑے بڑے امام اور اہل مذہب پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے عربی علوم اور زبان کو چار چاند لگائے۔

راقم کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور بوعلی سینا جیسے متعدد ائمہ افغان نژاد ہیں۔ اور وہ ان پر فخر کرتے ہیں۔

۴- مؤلف مزید فرماتے ہیں۔" بہادری، سربلندی، صدق، وفاداری، مہمان نوازی، عدل، سخا، جود و کرم ایسی صفات ہیں جو عربوں اور افغانوں میں اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مزاج بھی ایک جیسا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانوں نے عربوں کی طرح صدق دل سے اسلام قبول کیا اور ہند تک اس کا دائرہ وسیع کیا۔

مؤلف اپنے کہنے میں حق بجانب ہے کیونکہ افغان باب الہند (خیبر) کے محافظ تھے۔ انہوں نے ہر ایک کو اس باب سے داخل ہونے کی اجازت نہ دی یہی خدشہ سکندر اعظم کو لاحق ہو گیا تھا۔ اس نے خیبر چھوڑ کر باجوڑ کے راستے ہند پر حملہ کیا۔ ایشیا کی وہ قومیں جو ہند میں وارد ہوئیں افغان قوم سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مغل، ترک، چینی یونانی، عرب افغانوں کی مدد سے ہند پر حملہ آور ہوئے۔ مذکورہ قوموں کی زبانوں میں پشتو کے الفاظ کا پایا جانا مذکورہ دعوے کا بین ثبوت ہے۔

افغانوں کی داستان لمبی بھی ہے اور دلچسپ بھی ہے۔ اس لئے تمہید ذرا مدید ہو گئی۔ اب راقم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور کچھ وضاحت کے ساتھ اسلام کے شیدائی افغانوں کے عربی علوم و فنون کی خدمات

کو قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔

۱۔ فلسفہ کے میدان ابوالحسن شہید بن حسین بلخی کا نام سرفہرست ہے۔ بلخ افغانستان کا اہم ثقافتی مرکز ہے۔

۲۔ شعر میں بشار بن برد جو ۹۵/۱۳ طخارستان میں پیدا ہوئے اور بغداد میں اپنا نام پیدا کیا۔ طخارستان کے متعلق صاحب منجد یوں لکھتا ہے۔ بِلَادٌ وَاقِعَۃٌ فِی اَعالِی نَہرِ اٰمُوْدَارِیا۔ قاعدتہا بلخ (نہر اموداریا (دریائے آمو) کے اوپر والا علاقہ ہے جس کا صدر مقام بلخ ہے۔)

۳۔ ابوالحسن سعید بن مسعدہ البلخی جو اخفش اوسط کے نام سے مشہور ہے۔ جس کو عربی قواعد و عروض اور بحور میں شہرت حاصل تھی۔

۴۔ حدیث شریف کے میدان میں ابورجا قتیبہ بن سعید بن جمیل .... البغلانی المولود فی ۱۴۸ھ ۷۶۵م زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یاد رہے کہ بغلان افغانستان کا ایک شمالی ضلع ہے۔

۵۔ ابومعشر بن محمد بن عمر المتوفی ۲۷۲ھ ۸۸۵م البلخی نے چالیس سے زیادہ کتابیں علم حدیث پر لکھی ہیں۔

۶۔ امام ابوحنیفہ کے عقلی اور نقلی فقہ سے کون واقف نہیں ہے۔ شاید ان جیسا دنیا میں کوئی قانون دان پیدا ہوا ہو۔ ان کے آباء و اجداد کابل کے تھے۔ جو قیدی بنا کر کوفہ لے جائے گئے۔

۷۔ ابوعلی الحسن ابن سینا کے نام سے کون صاحب علم بے خبر ہے۔ آپ موجودہ یورپی طب کے بانی مبانی ہیں۔ صاحب قراۃ رشیدیہ تیسری جلد میں یوں رقم طراز ہیں۔

وُلِدَ فِی خَوْمَیْثَنَ مِنْ قُرَی بخارا الواقعۃ فی شمالِ افغانستان مِنْ وَالِدَیْنِ اَفْغَانِیَیْن...... وَ اَلَّفَ نَیِّفًا وَمِائَۃَ کتاب فی طب والفَلْسَفَۃِ وَالطَّبِیْعَۃِ وَالرِّیَاضَۃِ وَالْاَدَبِ والسِیَاسَۃِ وَ المُوْسِیْقی۔

ترجمہ۔ وہ بخارا کے دیہات میں سے گاؤں خومیثن جو افغانستان کے شمال میں ہے پیدا ہوئے۔ ان کے والدین افغانی تھے۔ انہوں نے سو سے زیادہ کتابیں تالیف فرمائی تھیں جو طب۔ فلسفہ۔ فزکس۔ ریاضی۔ ادب۔ سیاست اور موسیقی کے مضامین پر مشتمل ہیں۔

۸۔ خاندان برامکہ کو خلفائے عباسی کے دور میں اپنی عقل و بصیرت کی بدولت ممتاز فوقیت حاصل تھی۔ وہ وزارت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور حکومت کے سیاہ و سفید کے خود مالک ہو گئے۔ اور علم و ادب مدارس اور جامعات کی شکل میں عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ وہ کہاں کے تھے۔

مؤرخین کہتے ہیں وہ بلخ سے تعلق رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ بلخ افغانستان کا ایک صوبہ تھا اور ہے۔ اس خاندان نے عربی علم و ادب میں براہ راست یا بالواسطہ ایک وافر ذخیرے کا اضافہ کیا۔

۹۔ کہا جاتا ہے ابوعثمان عمرو بن عبید جس نے حذیفہ بن عطا کے اشتراک سے فرقہ معتزلہ کی بنیاد رکھی تھی اور
قدیم عربی ادب کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں ان کے آباء و اجداد افغانستان سے متعلق تھے
۱۰۔ ابوالقاسم عبد بن احمد بن محمود الکعبی جس نے کعبیہ فرقہ کی بنیاد رکھی جو معتزلہ کا ایک حصہ ہے وہ بلاشک
افغانی ہے۔ آپ ۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۹۴ھ میں بلخ میں وفات پائی۔
ہرات جو افغانستان کا ایک اہم شہر ہے، یہ عربی علم و ادب، فقہ و قانون، تفسیر القرآن اور احادیث النبوی ؐ
کے پڑھنے پڑھانے کا مرکز رہا ہے۔

۱۱۔ ابوالفضل محمد بن ابی جعفر جو ۳۲۹ھ ۹۴۹م میں فوت ہوئے۔ انہوں نے فنون و علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ اور
جنہوں نے شطرنج کے متعلق شعر گوئی کی ہے۔ ہرات افغانستان کے تھے۔ آپ کتاب مفاخر المقادہ کے مؤلف ہیں۔
۱۲۔ ابوسہیل و ابواسامہ دونوں لغوی تھے۔ اور ہرات سے متعلق تھے۔
۱۳۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ابوذر عبداللہ بن احمد ہروی جو کتاب المستدرک علی الصحیحین کے مؤلف تھے افغانی تھے۔
ہروی ہرات کو نسبت ہے جو افغانستان کا ایک اہم شہر ہے
۱۴۔ ابوزید احمد بن سہل جو بلخ کے قریب شاستان میں پیدا ہوئے اور امیر بلخ عبداللہ بن سہل نے نہایت توقیر و
تکریم کی۔ آپ ۲۰۹ھ ۹۲۱م میں اپنی مشہور کتاب "کتاب الاشکال" جغرافیہ کے موضوع پر لکھی۔ اس کا ایک باب
فضائل بلخ پر بھی ہے۔

۱۵۔ ابوالمظفر محمد بن آدم الہروی متوفی ۴۱۴ھ جنہوں نے دیوان متنبی اور دیوان حماسہ کی مفصل شرح لکھی ہیں۔
۱۔ منصور محمد بن احمد بن طلحہ پیدائش ۲۸۲ھ ہرات کے تھے۔ ان کے مؤلفات میں القاموس (تہذیب اللغۃ)
زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔
محمد یوسف ہروی علم حدیث میں ماہر تھے۔ آپ ابوعبید احمد بن محمد بن عبدالرحمن الہروی کے شاگرد تھے۔ اس
کتاب الغریبین فی القرآن والحدیث لکھی جس کی وفات ۴۰۱ھ میں ہوئی۔
ابوالحسن علی بن محمد الہروی لغوی نحوی اور خطاط گذرے ہیں۔
غزنویوں کی حکومت جب سے افغانستان میں آئی اس دن سے سرکاری زبان عربی کی بجائے فارسی مقرر کی
لیکن اس کے باوجود علماء افاغنہ نے اپنی تصنیف اور تالیف عربی زبان میں جاری رکھی۔ ملوک و امرائے وقت
سہولت فہم کے لئے فارسی میں تراجم کیے گئے۔
چنانچہ رشید الدین الوطواط البلخی نے جو فارسی اور عربی کے شاعر بھی تھے، پندرہ کتابیں عربی میں تالیف
انہوں نے مناقب علی ابن ابی طالب کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ جو "مطلوب کل طالب" کے نام سے مشہور ہے

اس کی تاریخ وفات ۵۸۸ھ ۱۱۹۳م ہے۔

۲۰۔ ابوالفضل محمد بن الحسین البیہقی ۳۹ سال غزنوی بادشاہوں کے دربار میں رہے۔ جس میں محمود غزنوی کا دور زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے تاریخ الغزنویین لکھی۔ اس کی تاریخ وفات ۴۷۰ھ ۱۰۷۷م ہے۔

۲۱۔ قاضی حمید الدین ابوبکر عمر بن محمود البلخی کے بہت سے مولفات عربی و فارسی میں ہیں۔ وہ پہلا ادیب ہے جس نے عربی قافیہ نویسی کے منوال پہ فارسی میں سجع کا استعمال کیا۔

۲۲۔ شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن ابی منصور جو ۳۹۶ھ میں ہرات کے نزدیک پیدا ہوئے اور ۴۸۱ھ ۱۰۸۸م میں ہرات میں وفات پائی۔ آپ کے مشہور مولفات میں سے (۱) منازل السائرین (۲) نظریات و مقامات التصوف ۳۔ ذالالام فلسفہ ہیں۔

۲۳۔ ابوریحان البیرونی ۳۷۳ھ ۹۷۳ء ۴۴۸ھ ۱۰۴۸م اگرچہ مورخین کو ان کے اصلی وطن کے بارے میں کلام ہے بعض کہتے ہیں کہ خوارزمی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ افغانی ہیں۔ بہرحال آپ کو جو شہرت اور فوقیت حاصل ہے وہ افغانی حکمران غزنوی خاندان کی تولیت سے ہے۔ آپ ہی کی بدولت عرب دنیا اور یورپ قدیم ہند کی تہذیب سے آگاہ ہوتے ہیں۔ صاحب منجد آپ کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

"درس الریاضیات و الفلک والطب والتقاویم والتاریخ والعلوم الیونانیہ والهندیہ ... من مولفاتہ الآثار الباقیہ من القرون الخالیہ طبع فی ۱۸۷۸م"

۲۴۔ ابوالحسن علی بن الحسن بن ابی الطیب الباخرزی۔ ان کے بہت سے مولفات ہیں۔ فقہ۔ منطق۔ فلسفہ اور ادب میں جن میں مشہور دمیۃ القصر وعصرۃ اہل العصر زیادہ مشہور ہے جس میں ۲۱۵ عربی شعراء کے شعر اور زندگی سے بحث کی ہے جس سے آپ نے یتیمۃ الدہر للثعالبی کی تکمیل فرمائی ہے۔

۲۵۔ محمد بن علی بن محمد المعروف بابی سہل ۳۷۲ھ – ۹۸۲ء ہرات میں پیدا ہوئے۔ اور ۴۳۳ھ ۱۰۴۲م قاہرہ میں وفات پائی۔ علم حدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔

۲۶۔ آدم بن احمد بن اسد الہروی جس نے پہلے بلخ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے حلقۂ درس میں رشید الدین الوطواط بھی شامل تھے۔ پھر حج کرنے گئے اور واپسی پر بغداد میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے ادبیات اور علم الحدیث پڑھایا آپ کی مشہور تالیف "کتاب الصراف فی ادب القضاۃ دعوا فی المحکومات"۔ آپ کی تاریخ وفات ۵۳۶ھ ۱۱۴۲م ہے۔

۲۷۔ (۱) کتاب المقالات (۲) کتاب قبول الاخبار و معرفۃ الرجال (۳) وتحفۃ الوزراء کے مؤلف عبادی الہروی ہیں۔ جو ۴۵۸ھ ۱۰۹۵م بلخ میں فوت ہوئے۔

۲۸۔ ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی جو افغانستان کے بلغ گاؤں میں ۱۱۱۶ء میں پیدا ہوئے۔ مشہور فقیہ اور محدث گذرے ہیں۔ کتاب مصابیح السنۃ اور زتین اور کتابیں آپ کی مؤلفات ہیں۔

۲۹۔ علی بن محمد الجرجانی جس نے ہرات میں سکونت اختیار کی ۷۶۶ھ میں متعدد کتابوں کے مؤلف تھے۔ جن کی تعداد ۴۴ بتائی جاتی ہے۔

۳۰۔ نور الدین ابو القاضی بن احمد البلخی جس نے علم الفلک میں دو کتابیں لکھیں۔ المدخل فی علم النجوم اہم تالیف ہے۔

۳۱۔ زین الدین بن علی بن احمد المعبدی الصوفی ہے۔ جنہوں نے عربی میں چند کتابیں تحریر کیں ان میں ہدایات الاذکیا الی طریق الاولیاء زیادہ مشہور رہے۔

۳۲۔ عبد الباقی بن محمد حاجی صدر الدین الصیرفی القندہاری اور اس کی تالیف الکتاب اللغوی (تمام شرک کے موضوع پر) دونوں شہرت کی حامل ہیں۔

۳۳۔ معین الدین بن شرف الدین الفراحی الھروی المتوفی ۹۰۷ھ ۱۵۰۱ء نے بحر الدرر تالیف فرمائی۔

۳۴۔ کمال الدین حسین بن علی الھروی المتوفی ۹۱۰ھ ۱۵۰۵ء۔ فارسی کا مشہور شاعر اور عربی کا ادیب تھا لوائح القمر آپ کی مشہور تالیف ہے۔ ہرات کو نسبت ہے۔

۳۵۔ عبد المعین بن احمد بن ابکار البلخی نے ۹۰۳ھ اپنا دیوان الشعر بعنوان (غواشی الاسواق فی معانی العشاق) مرتب فرمایا۔

۳۶۔ عصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ الاسفرائنی المتوفی ۹۴۴ھ ۱۵۳۷ء ہرات کے مدرسہ شاہروج میں کافی عرصہ تک مدرس رہے اس نے میزان الادب فی العلوم الثلاثۃ (الصرف۔ النحو۔ البلاغۃ) عربی زبان میں تحریر فرمائی۔ ۲۔ علم المجاز بھی ان کی کتاب ہے۔

۳۷۔ محمد بن یوسف اللبیب الھروی ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء۔ طب میں ایک کتاب بعنوان "الجواہر فی المطلحات الطبیۃ من العبریہ والاتینیہ والیونانیہ (عبرانی الاطینی اور یونانی طبی اصطلاحات) فن طب میں بہترین کتاب ہے۔

۳۸۔ گیارہویں ہجری میں محمد رحیم بن الحاج محمد الھروی نے انیس الموحشین لکھی۔

۳۹۔ تیرھویں ہجری میں صاحب زادہ محمد عمر میاں المحمدی نے برہان الاصول۔ ۲۔ ذائق السماع فی تحقیق الجمعۃ تحریر کی۔

۴۰۔ ملا دوست محمد بن ملا امین الکابلی نے ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۰ء تحفۃ الاخلاء فی عصمۃ الانبیاء تحریر فرمایا۔

افغانستان کے وہ علماء جنہوں نے اسلامی علوم و فنون میں کمال پیدا کیا۔ ان کی فہرست بہت طویل ہے اس مقالہ میں اتنی طاقت نہیں کہ ان سب کا احاطہ کرے۔ آخر میں جمال الدین افغانی کے اسم گرامی کا ذکر کر کے فہرست کو ختم کرتا ہوں۔ اور مقالے کے دوسرے لوازمات کی طرف متوجہ ہوں۔

۴۱۔ صاحب منجد جو عیسائی مسلک ہے جمال الدین افغانی ۱۸۳۸ھ/۱۸۹۸م کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔
وُلِدَ فِی اَسْعَد آباد جَالَ فِی الشَّرقِ والغَربِ فَاحرَزَ ثَقَافَۃً وَاسِعَۃً۔ خطیبٌ دَعَا
اِلَی الوَحدَۃِ الاسلامیۃ لہ " الرّدُ علی الدھریۃ نقلہ محمد عبدہ مِنَ الفارسیۃ
اِلَی العَرَبِیّۃ یعنی وہ اسعد آباد (افغانستان) میں پیدا ہوئے الخ

افغانستان میں دینی مدارس | ویسے تو ہر افغانی کا گھر دینی مدرسہ کا سماں پیش کرتا ہے۔ جہاں روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے۔ پشتو اور فارسی کی کتابیں جو مسائل دینیہ پر مبنی ہوتی ہیں پڑھی اور سنائی جاتی ہیں۔

گھر کے علاوہ مسجد بذات خود ایک مدرسہ ہوتا ہے۔ جہاں ملک کے اندر یا باہر دینی مدارس کا فارغ شدہ عالم دین اس مدرسے کا مدرس اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور جہاں بچوں کو قرآن واحادیث نبوی پر مبنی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ فقہ۔ ادب اور قواعد کی کتابوں پر توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن ہم مرکزی مدرسوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی افغان حکومت براہ راست نگرانی کرتی ہے یا بالواسطہ (اب روسی انقلاب کے بعد تو حالت زار سب پر عیاں ہے۔

۱۔ افغانستان کی مدارس ثانویہ تک عربی زبان لازمی تھی۔ جیسا کہ پاکستان میں اردو زبان ہے۔

۲۔ کابل میں ایک بڑا ادارا لعلوم ہے جن کے اساتذہ دیوبند، دارالعلوم حقانیہ اور جامع ازہر کے فارغ شدہ ہیں۔

۳۔ فخر المدارس ہرات جن میں کثیر طالب العلم علوم اسلامیہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۴۔ جلال آباد کے قریب خدہ میں نجم المدارس دینی سرگرمی میں مصروف تھا اب خدا جانے کیا حال ہے۔

۵۔ اسی نوعیت کا مدرسہ اسدیہ مزار شریف میں دینی علوم کا نور انتشار بلاد میں پھیلا رہا ہے۔

۶۔ میمنہ میں مدرسہ ظاہر شاہی میں طلبہ کی کافی رونق ہوتی ہے۔

۷۔ مدرسہ تخارستان میں اساتذہ وتلامذہ کا ہجوم رات دن رہتا ہے۔

۸۔ نور المدارس غزنی میں ۴۰۰ سے زائد طالب علم زیر تدریس ہوا کرتے تھے۔

۹۔ المدرسۃ المحمدیہ قندھار میں علوم فیوض کا سرچشمہ ہے۔ جہاں اکثر فضلاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان اور جامع الازہر مصر کے فارغ شدہ اساتذہ پڑھا رہے تھے۔ غیر ملکی تسلط کے بعد پتہ نہیں کہ وہاں کیا حال ہے۔

جنوری ۱۹۵۵ء میں مستشرق کارل ننتوئز کا ایک مضمون زیر عنوان " اللغۃ العربیہ فی افغانستان مجلہ المجمع العلمی بدمشق میں چھپا تھا۔ مضمون کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

"والطلبۃ الافغانیون یلفظون احرف الضاد والعین والھمزہ بوضوح و یصعب
علی المرء ان یعرفھم افغانا حین یتکلمون بالعربیۃ ..... وتری ان اولئک الطلبۃ
لا تعادل فرحتھم لمعرفۃ العربیۃ بفرحۃ اخری"

ترجمہ۔ عربی زبان کے افغانی طلبہ صرف ضاد، عین اور ہمزہ ایسی وضاحت کے ساتھ ادا کرتے ہیں کہ سامع کے لئے مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا متکلم افغانی ہے یا عربی۔ آپ محسوس کریں گے کہ وہ طلبہ عربی زبان دانی کو ایسی کامیابی تصور کرتے ہیں جس کے مقابلے میں اور کوئی خوشی نہیں ہو سکتی۔

"وھکذا نجدُ افغانستان تحتل مکاناً ممتازاً فی البلدان المسلمة غیر العربیة من حیث الآداب (العربیة) منذ اقدم العصور حتیٰ الیوم"

ترجمہ۔ اسی طرح ہم افغانستان کو پاتے ہیں جس نے (عربی کے میدان میں) غیر عربی اسلامی ملکوں میں زمانہ قدیم سے آج تک عربی آداب میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔

افغانی شعر پر عربی کا اثر | آج کل اگر پشاوری پشتو زبان بولنے والا افغانی سے ہم کلام ہو جاتے تو ایک دوسرے کو سمجھنا قدرے مشکل ہو جاتا ہے کیوں؟

اس لئے کہ افغانی پشتو نے عربی اثر کو اب تک بحال رکھا ہے۔ جب کہ پاکستانی پشتو نے عربی تاثر کو کافی حد تک زائل کر کے انگریزی زبان کے تاثر کو قبول کیا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ کلام الملوک۔ ملوک الکلام۔ انگریز ہمارے ملوک تھے اس لئے ان کی زبان بھی ہماری زبانوں کی بادشاہ بنی۔ لیکن افغانستان میں عربی کی حاکمیت غیر ملکی تسلط سے قبل تک موجود تھی۔ اور انشاء اللہ عربی کی تسلط بہت جلد عود کر آئے گی۔

چند صدی پہلے پاکستانی پشتو عربی سے بے حد متاثر تھی۔ اس کے ثبوت میں خوشحال خان کے بیٹے عبدالقادر خان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:۔

بیا پہ مخ ونیوہ دلبرے نقاب — اِفتح یا مُفتحِ الابواب
گل شگفتہ شو پہ نورہ بہار — الصُبوح الصُبوح یا احباب
تا چہ قدم پہ خاورہ کیخو فلک — قال یا لیتَ کُنت تُراب
چہ ... شوے مین راشی پہ سکن — سَبّب یا مُسبّب الاسباب
او زم قبول دے جدائی نہ وی — ھجرِ محبوب رأس کُلِ عذاب
ذلّ مَن طَمعَ، عزّ من قَنَعَ — ځکه قانع شوه اولو الالباب
بے خدایہ ویرہ شرک خفی است — وَھوالقاھر وھُو الوھاب
رب عمل زم دے هه دبند ے — تبّ علیّ فانك انت التواب
بتہ رحیمی وکریمی وغفور — زه که هر څو نه ځم په راه صواب
عبد القادر چہ داغزل کرو بیان — څوک به ئے کاندپه پښتو کښ جواب

۱۔ ترجمہ ۔ محبوب نے پھر چہرے پر نقاب ڈالی ۔ کھول اے دروازوں کے کھولنے والے

۲۔ بہار کے پھول ہر سمت کھلے ہوتے ہیں اے دوستو صبح کا وقت کیا پُر لطف ہے (صبوح شراب صبا کو بھی کہتے ہیں)

۳۔ (اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) جس وقت آپ نے دنیا کی مٹی پر قدم رکھا تو آسمان بول اٹھا کاش میں مٹی ہوتا ۔

۴۔ جب بچھڑے دوست ملے (تو کیا بہتر ہوتا ہے) اے مسبب الاسباب کوئی سامان پیدا کر کہ دوست ملے ۔

۵۔ مجھے آگ قبول ہے لیکن جدائی قبول نہیں ۔ محبوب کی جدائی ساری تکلیفوں کی جڑ ہے ۔

۶۔ جس نے لالچ کی وہ ذلیل ہو گیا جس نے قناعت اختیار کی وہ پیارا ہو گیا ۔ اس لئے تو عقلمند قناعت پسند ہو گئے

۷۔ اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرنا پوشیدہ شرک ہے ۔ وہی قاہر ہے اور وہی بخشنے والا ہے ۔

۸۔ اے پروردگار میرا سارا عمل برا ہے تو میری توبہ قبول فرما اے توبہ قبول کرنے والے ۔

۹۔ یا خدا ، تو رحیم و کریم و غفور ہے اگرچہ میں گناہ گار ہوں اور سیدھے راہ پر نہیں چلتا ۔

۱۰۔ جب عبدالقادر نے اس غزل کو بیان کیا تو کون پشتو میں اس جیسا لکھ سکتا ہے ؟

حاصل مقالہ | اس مقالے کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام پر ملت افغان کی دینی اہمیت واضح ہو جائے جس دین کے لئے انہوں نے اتنی روحانی اور مادی قربانی دی ہے ۔ اس کا آسانی سے مٹا دینا مشکل ہے ۔ ان کے دشمن نے جو ان کی سرزمین پر حملہ کیا ہے اور معدودے چند مواضع پر وقتی قبضہ کر رکھا ہے اس نے غلطی کی ہے اسے اپنی غلطی کا احساس کرنا چاہئے ۔ اب بھی اس کے لئے لمحہ فکریہ ہے ۔

مصادر و مراجع | ۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (طبع لاہور) ۲۔ دائرۃ المعارف بریٹانیکا ۔

۳۔ "تاریخ ادبیات افغانستان" مؤلف محمد کریم خان نزیہی ۔

۴۔ دیوان عبدالقادر خان پسر خوشحال خان خٹک

۵۔ مجلہ المجمع العلمی العربی بدمشق ۔ تیسویں جلد ۔ سوم جزء مقالہ مستشرق ڈاکٹر کارل شتنوز تحت عنوان "اللغۃ العربیۃ فی افغانستان"

۶۔ "تاریخ ادبیات ایران" مؤلفہ (براون) ۔ ۷۔ المنجد فی اللغۃ والادب ۔

۸۔ مجلہ پشتو ، پشتو اکیڈیمی ۔ فروری ۱۹۸۱ء راقم مولف کا مضمون " پہ پښتو د عربی اثر "

۹۔ "تاریخ ادبیات عربی" بروکلمان

۱۰۔ القرأۃ الرشیدہ جزء سوم مولفہ عبدالفتاح صبری اور علی عمر المصری ۔